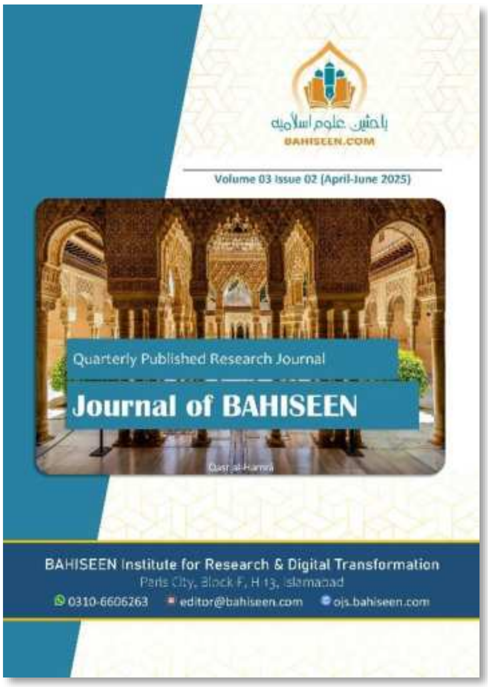

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 03,
July -September 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

سائنس پر قرآنی نقطہ نظر اور عصری فکر میں اس کا اطلاق

Quranic Perspective on Science and Its Application in Contemporary Thought

Dr. Saddaqat Hussain
Dept, Higher Education Colleges, Ajk
Email: Sadaqatajk2@gmail.com
Dr. Uzma Begum
Dept, Higher Education Colleges, Ajk
Email: druzma2017@gmail.com
Andleeba Kiran
MPhil Scholar, Riphah International University, Islamabad
Email: Qandleebch91@gmail.com

Abstract

The Holy Quran is the first book on Earth that has made astonishing revelations about the heavens, the Earth, and everything in between, inviting humanity to study and observe the wonders of nature. The entire Quran encourages mankind to explore the marvels of creation. There are approximately 756 verses in the Quran that contain profound scientific insights. If deeply analyzed, these verses can lead to groundbreaking discoveries in the world of science.

The Quran invites humanity to contemplation and reflection, viewing scientific advancement as a means to understand the realities of the universe. From the Quranic perspective, science is not merely a tool for material progress but a means to recognize the signs of the Creator. There are around 756 verses in the Quran that encompass fundamental aspects of modern scientific research. A thoughtful examination of these verses can result in remarkable scientific revelations.

The Quran sheds light on various aspects of scientific knowledge. When scientific disciplines are explored within it, we find that there are 328 references to biology, 37 to chemistry, 19 to mathematics, systematic numerical patterns, and 31 to physics. These references highlight the significance and depth of scientific subjects.

To this day, science has not been able to disprove the theories presented by the Quran. Undoubtedly, the Quran and Islam have contributed to the expansion and dignity of scientific knowledge. Many principles of modern scientific progress align with Quranic teachings

Keywords: Quranic Scientific Insights, Scientific Interpretation, Islam and Science, Modern Scientific Discoveries, Cosmology and the Quran, Quran and Scientific Research

تعارف:

قرآن مجید ایک ایسی کتابِ ہدایت ہے جو ہر دور کے انسان کو درپیش چیلنجز کا جامع حل فراہم کرتی ہے۔ عصرِ حاضر میں جہاں سائنسی ترقی نے انسانی شعور کو وسعت دی ہے، وہیں قرآن کی سائنسی تفسیر نے دین اسلام کی آفاقی سچائیوں کو مزید مبرہن کر دیا ہے۔ موجودہ دور میں، جسے گلوبلائزیشن کا دور کہا جاتا ہے، اسلام کی دعوت اپنی معنویت اور اثر پذیری کے ساتھ برقرار ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات اور قرآنی بیانات میں ہم آہنگی نے دین اسلام کو ایک عقلی اور سائنسی بنیاد فراہم کی ہے، جس کے نتیجے میں ہر خاص و عام اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو عصرِ حاضر کے مسائل کا حقیقی حل پیش کرتا ہے۔

آج کے جدید سائنسی دور میں اسلام کے نظریاتی دفاع کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ سائنسی علوم نے جہاں فکری وسعت فراہم کی ہے، وہیں بعض منفی اثرات نے جدید ذہنوں کو مذہب سے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پس منظر میں قرآنی سائنسی تعلیمات کو ایک مرتب و مدلل انداز میں پیش کرنا ضروری ہو گیا ہے تاکہ مذہب کے حوالے سے پھیلائے جانے والے مغالطوں کا ازالہ کیا جا سکے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قرآن میں موجود سائنسی اشارات کی روشنی میں جدید سائنسی نظریات کو پرکھا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ قرآن کا کوئی بھی سائنسی بیان آج تک غلط ثابت نہیں ہو سکا۔ مزید برآں، معاصر سائنس کے ان اثرات کا تجزیہ کیا جائے جو جدید ذہنوں پر منفی انداز میں مرتب ہو رہے ہیں اور ایسی ٹھوس تجاویز پیش کی جائیں جو اسلام اور سائنسی علوم کے مابین موجود فکری ہم آہنگی کو اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔

دور جدید میں چونکہ سائنس اور سائنسی علوم سے اس قدر مرعوبیت ہے کہ عوام الناس کے ذہنوں پر سائنس اور سائنٹفک مسائل ہی چھائے رہتے ہیں، بلکہ یوں کہیے کہ وہ ہر بات کو سائنس کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ قرآن مجید بھی اس میدان میں بھی پیچھے نہیں بلکہ سائنسی علوم کی مصدقہ بنیادیں قرآن مجید ہی فراہم کرتا ہے اور معاصر سائنس سے جو منفی اثرات جدید اذہان پر ظاہر ہوتے ہیں ان کو مطمئن کرنے کا کامل تریاق بھی اس میں موجود ہے۔ موجودہ منطقی ذہن میں جو الحاد، مادہ پرستی اور مذہب بیزاری کے اثرات کو دعوت خدا پرستی کی طرف پھیرنے کے مفید و صحت مند عناصر بھی اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں[1]۔

یہی وجہ ہے کہ دعوت دین اور اصلاح احوال کی دینِ اسلام میں بہت زیادہ اہمیت ہے، اصلاح انسانیت کے سلسلہ میں اس کا پر تاثیر کردار ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں دین کی طرف بلانے کے جو کلمات اور اصطلاحات بیان ہوئی ہیں۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اگر یہ بصیرت کے ساتھ نہ پیش کیا جائے تو مطلوبہ اہداف حاصل نہیں ہو سکتے۔

مقاصد تحقیق:

1. قرآن مجید میں موجود سائنسی مضامین کا تجزیہ کرنا اور انہیں جدید سائنسی دریافتوں کے تناظر میں پرکھنا۔
2. سائنس اور مذہب کے باہمی تعلق کو واضح کرنا اور اس نظریے کو تقویت دینا کہ قرآن سائنس کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

سوالات تحقیق:

1. قرآن مجید میں بیان کردہ سائنسی نظریات کی کس حد تک عصری سائنسی تحقیقات تصدیق کرتی ہیں؟
2. سائنس اور مذہب کے درمیان ہم آہنگی کے لیے قرآن کی سائنسی تفسیر کس حد تک مؤثر ہے؟
3. عصری سائنسی فکر پر قرآن کے اثرات اور اس کے عملی اطلاق کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

سائنسی تفسیر کی تعریف

سائنس کے لئے عربی زبان میں لفظ "العلم" استعمال ہوا ہے۔ سائنس کا معنی محدود کر کے نظام فطرت کو ایسے علم کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے جو مشاہدہ، تجربہ، اور غور وفکر سے حاصل ہو۔[2]

On the simplest level ,science is knowledge of the world of nature .there are many regularities in nature that mankind has had to recognize for survival since the emergence of Homo sapiens as a species[3].

سائنس کی اصل بنیاد دو چیزیں ہیں، مشاہدہ اور غور وفکر، مشاہدہ کا تعلق سائنسی تجربات اور حواس خمسہ سے ہے جبکہ فکر و تدبر کا تعلق انسانی دماغ سے ہے۔ اسلام ہی وہ الہامی مذہب ہے جس کی تعلیمات کا ماخذ قرآن مقدس کے تقریبا ایک تہائی حصہ میں قدرت کے بکھرے ہوئے مظاہر کی طرف توجہ دلا کر انسان کو مشاہدہ اور غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے، گویا قرآنی تعلیمات انسان میں سائنسی جستجو اور سائنسی طریقہ کار سے فطرت کے رازوں کو سمجھنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی کے نزدیک تعریف

التفسير الذى يُحَكِّم الاصطلاحات العلمية فى عبارات القرآن، ويجتهد فى استخراج مختلف العلوم والآراء الفلسفية منه ۔[4]

وہ قانون تفسیر ہے جس میں اللہ کی کتاب کی عبارات میں سائنسی اصطلاحات کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے مختلف علوم اور فلسفیانہ اقوال کو اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔[5]

ڈاکٹر محمد حسین الذہبی[6] سائنسی اصطلاحات وعلوم اور فلاسفہ کی رائے کو سائنسی تفسیر کہتے ہیں۔

محمد بن لطفی الصباغ کی نزدیک تعریف

وہ اُصول تفسیر ہے جہاں آیات قرآنیہ کی تفہیم میں سائنسی اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے اور آیات کے درمیان ربط اور تجرباتی و فلکیاتی علوم اور فلاسفہ کو بیان کیا جاتا ہے۔[7]

محمد بن لطفی الصباغ[8] کے نزدیک تجربات اور فلکیات سے حاصل ہونے والے علوم اور فلاسفہ کے نظریات کی توضیح کا نام سائنسی تفسیر ہے۔

مصطفی صادق رافعیؒ کے نزدیک

مصطفی رافعی[9] فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مبین میں تکوینی و سائنسی آیات کا ہونا اس کے معجز ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں اس بات کی طرف راہنمائی ملتی ہے کہ زمانہ بحث و دلیل پر قائم اور علمی رُخ پر رواں دواں ہے، اور انسانیت اپنے عہد عروج میں اسی راستے پر گامزن ہے۔ کتاب مبین میں غیب سے منکشف ہونے والی واضح شہادتیں اور ٹھوس دلائل موجود ہیں اس میں کسی قسم کا شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اب صبح کا اندھیرا چھٹ گیا ہے ہر شخص صبح کو دیکھ سکتا ہے۔[10]

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ ":﴿فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا﴾[11]

"اب جو شخص اپنی آنکھیں کھول کر دیکھے گا وہ اپنا بھلا کرے گا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں بُرا کیا"۔

ہادی عالم ﷺ پر غار حرا میں جو وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے غار حرا سے باہر آ کر لوگوں کو بتایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[12]

"اپنے رب کے نام پڑھ جو سب کا بنانے والا ہے۔ جس نے آدمی کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے۔ انسان کو ہو باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

رب کائنات کی طرف سے پہلی وحی ہی علم کے بارے میں ہے۔ جس میں قوم ہادی بر حق ﷺ مبعوث ہوئے وہ اُمی قوم تھی، اور یہود ونصاری کو پڑھا لکھا سمجھا جاتا تھا ان کے پڑھنے کی صورت حال یہ تھی کہ وہ الہامی کُتب میں من مانی تاویلات سے ان میں تحریفات کر دیتے تھے اصل پیغام چھپ گیا تھا اور علم کے حاصل کرنے پر پابندی لگادی تھی، مذہب سائنس سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔

جدید علمی و سائنسی ترقی کے تناظر میں قرآن کی سائنسی تفسیر کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور عصری چیلنجز کا حل تلاش کرنا

سائنس اور مذہب: فکری رویّوں کی تقسیم

سائنسی علوم کے فروغ کے بعد انسانی فکر میں تین نمایاں گروہ سامنے آئے ہیں:

سائنس اور مذہب میں تفریق کرنے والے

یہ وہ طبقہ ہے جو سائنس اور مذہب کو ایک دوسرے سے متصادم تصورات کے طور پر دیکھتا ہے۔ ان کی اکثریت مذہب کے بجائے انسانی عقل اور سائنسی اصولوں پر انحصار کرتی ہے اور بعض اوقات انانیت پسندی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

سائنس کو واحد حقیقت سمجھنے والے

یہ وہ افراد ہیں جو سائنسی علوم کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں اور مذہب کو غیر ضروری یا غیر عقلی تصور کرتے ہیں۔ یہ لوگ دین اور خدا کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور بعض اوقات فطری اصولوں سے بھی بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

سائنس اور مذہب میں ہم آہنگی کے قائل افراد

یہ طبقہ معقول رویوں کے ساتھ مذہب کی تائید کرتا ہے اور سائنس کو بھی مذہب کی روشنی میں پرکھتا ہے۔ ان کے نزدیک مذہب اور سائنس ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ تکمیلی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق سائنس محدود دائرہ کار رکھتی ہے، جبکہ مذہب الہامی علوم پر مشتمل ہے جو حیات و کائنات کی حقیقتوں کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے۔

قرآن مجید کا ایک منفرد اور مؤثر اسلوب دعوت یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آیات میں کائناتی حقائق کو بیان کیا ہے۔ سائنسی آیات میں جو دعوتی کشش اور فکری تحرک پایا جاتا ہے، وہ کسی اور اسلوب میں نہیں ملتا۔ آیاتِ کونیہ میں سب سے اہم موضوع کائنات کی پیدائش ہے، جس میں دو بنیادی عناصر شامل ہیں: زمان (وقت کی ابتدا) اور مکان (مادہ کی تخلیق)۔ ان حقائق کو قطعی انداز میں بیان کرنے والی واحد کتاب، قرآن کریم ہے۔

قرآن حکیم نے دنیا و آخرت کے تمام علوم کو اپنے اندر سمولیا ہے، اور کائنات کے ہر علم کا نچوڑ اس میں موجود ہے۔ قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق ازلی و ابدی ہیں اور قیامت تک انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے رہیں گے۔[13]

انبیاء کرام علیہم السلام نے دعوتِ الی اللہ کے لیے عقلی اور منطقی دلائل کا مؤثر استعمال کیا، جس سے باطل کے پیروکار خاموش ہو گئے۔

دورِ جدید میں، اس طریقہ کار کو سائنسی یا تجرباتی اسلوبِ دعوت کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام: انھوں نے اپنی قوم کو ستاروں، چاند اور سورج کی پرستش سے روکتے ہوئے ان اجرامِ فلکی کے غروب ہونے پر توجہ دلائی، تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ سب مخلوقات ہیں اور ان کی عبادت درست نہیں[14]۔

سائنسی اسلوب دعوت کے حامل دو طرح کی آیات یہ دراصل سائنسی طرز مطالعہ کی داعی ہیں۔ آیات ترغیب علم اور دوسری آیات کائنات اور مظاہر فطرت پر تفکر و تدبر کی دعوت دیتی ہیں۔

ڈاکٹر سعید اللہ قاضی کہتے ہیں کہ ": قرآن مجید میں مظاہر فطرت اور سائنس سے متعلق آیات کی تعداد 750 ہے۔ ان آیات کریمہ میں اس وقت کے معلوم سائنسی، مشاہدات، نظریات اور اُصول ملتے ہیں 15۔

قرآن کی سائنسی آیات کائنات کی نشانیوں کے بارے میں اظہار خیال کے لیے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہترین اسلوب ہے۔ اس میں بہ یک وقت تفصیل بھی پائی جاتی ہے اور اجمال بھی۔ وہ ہر نسل اور ہر قبیلہ کے انسانوں کو مخاطب کرتا ہے، ان کے سامنے پوری وضاحت کے ساتھ دعوت اور اس کے دلائل پیش کرتا ہے[16]۔

سائنسی تفسیر کی اہمیت

قرآن مجید کا ایک منفرد اور مؤثر اسلوب دعوت یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آیات میں کائناتی حقائق کو بیان کیا ہے۔ سائنسی آیات میں جو دعوتی کشش اور فکری تحرک پایا جاتا ہے، وہ کسی اور اسلوب میں نہیں ملتا۔ آیاتِ کونیہ میں سب سے اہم موضوع کائنات کی پیدائش ہے، جس میں دو بنیادی عناصر شامل ہیں: زمان (وقت کی ابتدا) اور مکان (مادہ کی تخلیق)۔ ان حقائق کو قطعی انداز میں بیان کرنے والی واحد کتاب، قرآن کریم ہے۔

قرآن حکیم نے دنیا و آخرت کے تمام علوم کو اپنے اندر سمو لیا ہے، اور کائنات کے ہر علم کا نچوڑ اس میں موجود ہے۔ قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق ازلی و ابدی ہیں اور قیامت تک انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے رہیں گے۔

انبیاء کرام نے دعوتِ الی اللہ کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے، جن میں عقلی اور منطقی دلائل کا استعمال نمایاں ہے۔ انہوں نے اپنی قوموں کو توحید اور حق کی طرف مائل کرنے کے لیے حکمت اور دانائی سے کام لیا، تاکہ باطل کے پیروکاروں کو قائل کیا جا سکے۔ دورِ جدید میں اس طریقہ کار کو سائنسی یا تجرباتی اسلوبِ دعوت کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ستاروں، چاند اور سورج کی پرستش سے روکتے ہوئے ان اجرام فلکی کے غروب ہونے پر توجہ دلائی، تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ سب مخلوقات ہیں اور ان کی عبادت درست نہیں۔ اسی طرح، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں معجزات پیش کیے تاکہ اللہ کی وحدانیت اور اپنی نبوت کا ثبوت فراہم کریں۔

انبیاء کی دعوت میں حکمت، دانائی، اور خیر خواہی کے عناصر نمایاں تھے۔ انہوں نے اپنی قوموں کو نرمی اور شفقت سے حق کی طرف بلایا، اور ان کی اصلاح کے لیے تدریجی طریقے اپنائے۔ یہ تمام اسالیب آج کے دور میں بھی مؤثر ہیں اور دعوتِ دین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

انبیاء کی دعوت میں حکمت، دانائی، اور خیر خواہی کے عناصر نمایاں تھے۔ انہوں نے اپنی قوموں کو نرمی اور شفقت سے حق کی طرف بلایا، اور ان کی اصلاح کے لیے تدریجی طریقے اپنائے۔ یہ تمام اسالیب آج کے دور میں بھی مؤثر ہیں اور دعوتِ دین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ بھی جدید دور کا ایک نمایاں پہلو ہے کہ سائنسی تفسیر نے تفسیری ادب میں ایک منفرد اور اہم اضافہ کیا ہے، جو عوام میں اپنی متعدد خوبیوں کے باعث مقبول ہو چکی ہے۔ اس کا اثر نئی نسل پر ابتدا سے لے کر آج تک نمایاں رہا ہے۔ سائنسی تفسیر میں جو کشش اور جاذبیت ہے، وہ اسے دیگر تفسیری انداز سے ممتاز کرتی ہے۔ قرآن مجید جدید دور کے مسائل کے حل کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے، اور گلوبلائزیشن کے اس عہد میں بھی دینِ اسلام کی دعوت کی اہمیت مسلم ہے۔

عصرِ حاضر میں سائنسی تفسیر نے دین کی دعوت میں ایسی ہم آہنگی پیدا کی ہے کہ یہ واضح ہو گیا ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور اس کے اصول و انکشافات برحق ہیں۔ جب قرآن مجید انسانی ضروریات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، تو مادی و روحانی، سائنسی و غیر سائنسی تمام علوم کا بنیادی ماخذ یہی کتاب الٰہی ہے۔

مثلاً:

کرۂ ارض پر نباتات، جمادات اور حیاتیات کی موجودگی

سورج کا روشنی فراہم کرنا اور چاند و ستاروں کی مقررہ مدار میں گردش

سمندروں سے بادلوں کا بننا اور بارش کا برسنا

زلزلوں اور سمندری راستوں کی دریافت

آلاتِ حرب میں لوہے کا استعمال

انسانی جسم، صحت، غذائیت اور پاکیزگی سے متعلق اصول

یہ تمام حقائق، جو انسان کے فائدے کے لیے دریافت ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے، قرآن کی بصیرت افروز دعوت کا مظہر ہیں۔

سائنسی انداز فکر و دعوت

قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے اللہ کا دین فکر و تدبر، فہم فراست اور شعور انسانی کو بیدار کرنے کی دعوت دیتا ہے، یہ نہ سائنسی کتاب ہے اور نہ ہی صرف مذہبی کتاب ہے بلکہ تمام علوم کا "باب العلم" یہی مقدس کتاب ہے۔

قرآن کی اس حقیقت کا تذکرہ "تاریخ فلاسفۃ الاسلام" کے حوالے سے ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔

وہ کتاب جو فصیح لسان لوگوں پر نازل ہوئی محض ایک مذہبی کتاب نہیں بلکہ تقریباً تین سو علوم کا منبع ہے۔ مثلاً: لغت و تاریخ، ادبیات، طبیعات، فلسفہ اور فلکیات ان میں سے اکثر علوم کا ماٰخذ قرآن خود ہے"[17]۔

اسلام نے دنیا کو سوچنے کے نت نئے انداز سکھائے۔ قرآن ہمیں کائنات کی تخلیق، مظاہر قدرت کی پیدائش اور تخلیق کائنات پر بار بار غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے جس سے سائنسی علوم معرض وجود میں آئے اور انسان کائنات کے رازوں سے پوشیدہ رازوں سے پردہ اُٹھاتا چلا گیا اور یہ تسلسل جاری ہے۔

ڈاکٹر مورس بکائیے اس حقیقت کے معترف نظر آتے ہیں :

“As we will see later in this section, another critical fact is that the Qur'an, while encouraging us to cultivate science, contains many observations on natural phenomena and includes explanatory details that are found to be in complete agreement with modern scientific data." There is nothing comparable in the Judeo-Christian Revelation”.[18]

"جہاں قرآن ہمیں سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے وہاں وہ اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے شواہد اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو سائنسی مواد سے مطابقت رکھتی ہیں یہود و نصاری کی کتب میں اس جیسی کوئی بات نہیں۔ مشاہدہ قدرت کے لیے جو پہلی آواز بلند ہوئی وہ قرآن حکیم کی آواز تھی"۔

پھر جس طرح سائنسی علوم کی بنیاد مشاہدے، تجربے، تنظیم و حاصل نتائج پر مشتمل ہے اسی طرح مغرب کے جدید سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اقوام عالم میں مسلمان وہ پہلی قوم ہیں جنہوں نے مظاہر کائنات کے مطالعے اور مشاہدے کو اس قدر اہمیت دی کہ تمام تر سائنسی فکر کی بنیاد انہی عوامل پر استوار کی۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کو دنیا کی تمام اقوام میں امتیاز حاصل ہوا۔

سائنسی تفسیری انکشافات کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر سعید اللہ قاضی فرماتے ہیں کہ:

" قرآن مجید میں پانچ قسم کے علوم ہیں ان میں سے ایک علم الاحکام ہے جس کی آیات کی تعداد 500 کے لگ بھگ ہے جبکہ مظاہر فطرت اور سائنس سے متعلق آیات کی تعداد 750 آیات ہیں قرآن سائنس کا مخالف ہوتا پھر 750 آیات کا کیا بنے گا"۔[19]

قرآن مجید کے تمام انکشافات کا تقابل عصر حاضر کے مسلم نظریات سے کیا جائے، تو ان کے درمیان مطابقت نہایت واضح ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا ہے کہ زمانہ قدیم میں مفسرین قرآن کی سائنسی تشریح اس طرح کرنے سے قاصر تھے جس طرح آج ہم کر سکتے ہیں، کیونکہ ہمیں ان چیزوں سے مدد ملتی ہے جو جدید معلومات ہمارے لئے فراہم کرتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں کہ:

"The point to emphasise, however, is the Quran's general empirical attitude, which instilled in its followers a reverence for the actual and ultimately made them the founders of modern science. It was a great achievement to reawaken the empirical spirit in an age that dismissed the visible as meaningless in men's search for God".[20]

"یہاں توجہ طلب امر قرآن کریم کا وہ اختیاری مظاہر عالم کے مطالعہ اور مشاہدہ کی روش ہے، جس سے مسلمانوں کے اندر عالم واقعیت کا احترام پیدا ہوا اور جس کی بدولت آگے چل کر انہوں نے جدید سائنس کی بنیاد ڈالی۔ پھر یہ امر (بھی توجہ طلب ہے) کہ اختیار اور مشاہدے کی اس روح کو اس زمانے میں بیدار کیا جب ذات الٰہیہ کی جستجو میں مرئی کو بے حقیقت سمجھتے ہوئے سرے سے نظر انداز کر دیا گیا تھا، ایسا کرنا (موجودات میں غور و فکر) کوئی معمولی واقعہ نہ تھا"۔

دعوتی اعتبار سے قرآن مجید ایک جدید سائنسی دور کا داعی اور علم بردار ہے جس نے اپنے مدعیین کو نئے نظریات سے آگاہ کر کے فکری دُنیا میں عظیم سائنسی انقلاب برپا کیا۔ چنانچہ اس حوالہ سے سورہ بقرہ کی یہ آیت کس قدر فراخ دلی کے ساتھ سائنسی حقائق کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾[21]

"بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتوں اور جہازوں میں جو کہ رواں دواں ہیں، سمندروں میں طرح طرح کے ایسے سامانوں کے ساتھ جو کہ فائدہ پہنچاتے ہیں لوگوں کو اور بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اتارتا ہے آسمان سے پھر اس کے ذریعے وہ زندگی بخشتا ہے زمین کو اس کے بعد کہ وہ مر چکی ہوتی ہے اور طرح طرح کے ان جانوروں میں جن کو اس نے پھیلا رکھا ہے زمین میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے اور ہواؤں کی

گردش میں اور ان بھاری بھر کم بادلوں میں جن کو مسخر اور معلق کر رکھا ہے اس نے آسمان اور زمین کے درمیان میں بڑی بھاری نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے صحیح طور پر کام لیتے ہیں"۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فلکیات، بارش، ہوا، بادل، ندی، نہریں، معدنیات اور دیگر تمام طبیعی و صنعتی علوم کی تحصیل ضروری ہے، غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ یہاں پر جن کشتیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ لوہا، کوئلہ اور بجلی کے محتاج ہیں۔ غرض اس آیت میں تمام اہم علوم کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔[22]

اس موقع پر بہت سے تمدنی فوائد کا بھی اثبات ہو رہا ہے۔ مثلا اس موقع پر اہل دانش کی سند اُن لوگوں کو عطا کی جارہی ہے جو اجرامِ سماوی کی تخلیق میں غور کرتے ہیں، دن رات کے ہیر پھیر اور اُن کے اسرار و عجائب معلوم کرتے ہیں، دن رات کے ہیر پھیر اور اُن کے اسرار و عجائب معلوم کرتے ہیں،، ہواؤں کے ضوابط کا علم حاصل کرتے ہیں، بارش اور بادلوں کے اسرار معلوم کرتے ہیں۔

غرض ان تمام چیزوں کی حقیقت وماہیت اور اُن کے اسرار و فواہد کے جاننے اوراُن میں غور و فکر کرنے والوں کو اس موقع پر "صاحب عقل" یا "اہل دانش" قرار دیا گیا ہے۔[23]

مذکورہ مفسرین نے اس آیت کی معنویت کو واضح کرتے ہیں اور تمدنی، صنعتی اور طبعی علوم کی تحصیل کو ضروری قرار دیا ہے اور قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کی دعوت بیان کیا ہے۔

قرآن مقدس میں غور و فکر کے لیے مشتقات اور اُن کی معنویت

الہامی صحائف میں قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جو انسان کو کائنات اور نظام کائنات میں غور و فکر، عبرت و بصیرت اور تفکر و تدبر کے حصول کی دعوت دیتا ہے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں ارباب بصیرت کے لئے خالق کائنات کے وجود، اس کی واحدانیت، قدرت و ربوبیت کے ناقابل انکار دلائل وبراہین موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ایسی آیات بکثرت ہیں جن میں اُسلوب بدل بدل کر کائنات میں غور و فکر، بصیرت و تدبر مشاہدے کی ترغیب، کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن مجید "انظر" "ینظرون" "تنظرون" "الناظرین" کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔[24]

فطری مظاہرات سے متعلق آیات کی تعداد 200 ہے۔ اسی طرح 770 آیات مختلف مقامات پر قرآن کے سائنسی مزاج کی عکاسی ہوتی ہے۔ شیخ طنطاویؒ نے قرآن میں سائنسی آیات کی تعداد 750 لکھی ہے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ریڈر ڈاکٹر محمد شریف خان نے سائنسی مزاج کی عکاسی کرنے والی آیات کی تعداد 756 بتائی ہے۔ ڈاکٹر حافظ محمد حقانی میاں ان کی تعداد 756 ہی بتائی ہے۔[25] اسی طرح شیخ احمد دیدات ؒ نے ان کی تعداد سات سو بیس بتائی ہے۔[26]

فطری مظاہرات اور کائنات کے علم کا مطالعہ سے متعلق آیات حافظ حقانی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق اور شریف خان کی تلاش کردہ آیات کی تعداد میں تقریبا موزونیت اور یکسانیت اس کے متعلق تحقیق کرنے والوں کے لیے باعث ہمت ہے۔

جس کے معنی ائمہ لغات کے ہاں غور و فکر کے ہیں، اور یہ الفاظ قرآن مجید میں 130 مرتبہ آئے ہیں، اور 16 سے 20 مرتبہ آفاق اور انفس کے سیاق وسباق میں آیا ہے جس کے معنی "النظر تقلیب البصر والبصیرۃ لادراک الشئ ورؤیتہ۔[27]

ینظرون۔ نظر مشاہدہ کرنا۔ 13 دفعہ---------------یراؤن۔ را۔ دیکھنا۔ 298 دفعہ۔[28]

یتفکرون، تفکر۔ خیال کرنا۔ 18 دفعہ---------------یعقلون۔ تعقل۔ سمجھنا 51 دفعہ۔[29]

یفقھون۔ تفقہ، سمجھنا۔ 28 دفعہ---------------یتدبرون۔ تدبر۔ سوچنا۔ 44 دفعہ۔[30]

قرآن مجید نے کائنات میں غور وفکر کرنے کے لیے مختلف اسالیب دعوت اپنائے ہیں، تاکہ انسان اس عالم میں غور وفکر کرکے ہدایت کی طرف گامزن ہو کر اخروی اور دائمی زندگی میں سرخرو ہو سکے۔

تذکر و تدبر و تفکر

تذکر کے معنی "یاددہانی" کے ہیں اگر انسان کسی حقیقت کو بھلا ہو تو کسی دوسری چیز کے مشاہدہ سے بھولی ہوئی چیز پر تنبیہ حاصل کر لے تو یہ تذکر ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو متنبہ کرنے کے لیے قدم قدم پر شواہد پیدا کیے جن سے تذکر ہو قرآن مجید میں تفکر، تدبر اور تذکر کے الفاظ اس انداز میں استعمال ہوئے ہیں۔

لِقوم یُتفکرون۔[31] لِقوم یعقلون ۔[32]لِقوم یذکرون۔[33]

فقہ

قرآن میں عقل کا ہم معنی لفظ "فقہ" استعمال ہوا ہے۔ عام طور پر فقہ دین کے ایک مخصوص شعبہ کا نام ہے قرآن وحدیث میں یہ لفظ عام معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

اسی ترتیب کے بارے میں امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: یہ عمدہ سے ادنیٰ کی جانب نزول ہے۔ یعنی اعلیٰ صفت یہ ہے کہ انسان کائنات میں غور کرے ۔ یہ نہ ہو تو کم از کم عقل سے کام لے اور معقول بات کو سنے اور سمجھنے کی کوشش کرے اور کائنات کی اشیاء اسے جس منزل کی جانب متوجہ کر رہی ہیں۔ ان کی یاددہانی سے فائدہ اُٹھائے[34]"۔

سورۃ النحل میں اسی مضمون میں تین الفاظ آئے۔

یسمعون[35]۔ یعقلون[36]۔ یفکرون[37]۔ آئے ہیں۔ تعقلوں 23 مرتبہ اور یعقلون کے الفاظ 20 سے زائد مرتبہ استعمال ہوئے ہیں[38]۔

عبرت: لفظ "عبرۃ" کے معنی کسی موقع و محل سے سبق حاصل کرنا ہے اس میں انسان مشاہدہ سے حاصل ہونے والے علم کے ذریعے اس کے معنی تک کھوج لگاتا ہے۔

مثلاً ماضی کی قوموں کی بداعمالیوں کی وجہ سے بربادی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل علم کے لیے ان نشانیوں میں سبق پوشیدہ ہیں جن سے وہ عبرت حاصل کریں ارشاد ربانی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾[39]

"ان (انبیاء امم سابقینُ) کے قصہ میں سمجھداروں کں کے لیے عبرت ہے "۔

قرآن مجید جب دلائل آفاق وانفس کا ذکر کرتا ہے تو سمع وبصر اور عقل ہی کے استعمال کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ تدبر کے علاوہ تذکر، تفقہ اور عبرت پذیری کے مطالعے کی بھی دعوت دیتا ہے کہ انسان صرف مادی فوائد حاصل نہ کرے بلکہ معرفت الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔

عصر حاضر میں سائنسی تفسیر کی معنویت

دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل کا حل کلام اللہ کی روشنی میں جس اسلوب سے پیش کرتی ہے وہ اس کی خصوصیت ہے۔ نئی نسل مغربی اور لادینی افکار ونظریات سے متاثر اور دور حاضر کے پیش آمدہ مسائل میں گھری ہوئی تھی اس کو سائنسی تفسیر نے حُسن اسلوب سے حل کیا ہے۔ اس رجحان کی تفسیر سے ہر اہل علم فائدہ اُٹھارہا ہے۔ ایک طرف اگر عام تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے بیش بہا تحفہ ہے تو وہیں علماء کرام کے لیے بھی یہ نعمت عظمٰی کی حیثیت رکھتی ہے۔ خصوصاً جدید سائنسی ذہن اس سے بہت متاثر ہوا۔ اسی بناء پر کئی

مفسرین نے نئی نسل کو دعوت دین کے لئے اس رجحان کو اپنایا جس سے کافی اثرات مرتب ہوئے۔ قرآن فہمی کے حصول کے لیے یہ ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ اس کی وجہ سے قرآن مجید کا جو ذوق پیدا ہوا وہ سائنسی تفسیر کی مرہون منت ہے۔[40]

دنیا کے علم اوّل کی طرف "علوم الاسماء" میں انسان کو دعوت اور اس کی افادیت

بنی اٰدم کو جس علم کی سب سے پہلے دعوت دی گئی، وہ علم شریعت کا نہیں بلکہ "علم فطرت" کی دعوت تھی، اس کو قرآن نے "علم اسماء" کے نام سے پکارا ہے۔ اس کی سائنسی تفسیر علم مظاہر کائنات سے کی جاسکتی ہے، امام شاہؒ نے اسی کو "علم التذکیر بآلاء اللہ[41]" کہا ہے[42]۔ یعنی تمام موجودات عالم اور اُن کی خصوصیات وامتیازات کا علم، موجود دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ موجودات عالم ہیں، جو باتیں بیان کرتی ہے وہ یہی "اشیاء کے آثار وخواص" ہیں۔ ارضیات، فلکیات، حیاتیات، طبیعیات، کیمیا وغیرہ تمام سائنسی علوم کا دائرہ مادی چیزوں اور اُن کی خصوصیات ہی کر گرد گھومتا ہے[43]۔ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾[44]

"اور سکھائے آدم علیہ السلام کو تمام آسماء (موجوداتِ عالم کے کے نام اور اُن کی خصوصیات) بتادئے"۔

لفظ "آسماء" اسم کی جمع ہے جس کا مفہوم اردو میں "نام" کے لفظ سے کیا جاتا ہے[45]۔ لیکن عربی میں اس سے مراد "علامت" کے ہیں۔ اسم الشيء علامته[46]۔ اسی طرح کسی ایسی خصوصیت کے لئے بھی بولا جاتا ہے جس سے کسی چیز کی شناخت کی جاسکے، (الاسم مايعانورف به ذات الشیئ[47]۔ پس اس لحاظ سے "اسماء" کے معنی "علامتوں یا شناختوں کے ہوئے، اور چیزوں کی علامتوں سے مراد چیزوں کے آثار وخواص ہیں۔ اکثر مفسرین کے ہاں اس سے مراد دُنیا بھر کی تمام چیزیں اور اُن کے آثار وخواص ہیں، گویا کہ آدم اور بنی آدم کو سارے تکوینی علوم دیئے گئے تھے۔ عصر حاضر میں ان خواص کو "طبعی خصائص یا "Physical properties" کہا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد وہ چیزیں جن سے لوگ متعارف ہیں مثلاً چوپائے، آسمان، زمین، سمندر وغیرہ[48]۔ یہ عبارت حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ہے جس کی علامہ طنطاوی اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں

".والهمه المعرفه ولاختراع،وسائر الصناعات وهو متى عرف الالفاظ كلهاعرف المعانى كلها"[49]

"جن میں سب سے اہم علم، ایجاد اور دیگر صنعتیں ہیں، وہی ہے جو تمام الفاظ کو جانتا ہے اور تمام معانی جانتا ہے۔"۔

الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم اور تفسیر البیضاوی کی سائنسی تفسیر کے مطابق اس علم کی وسعت اور اُس کے اقتضاء میں تمام وعلوم وفنون بھی داخل ہیں جن کو عصر حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کہا جاسکتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے مراد مادہ اور اس کی قوتوں کو جاننا اور اس سے مستفید ہونا۔

علم اسماء یا دوسرے لفظوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کئے بغیر موجودہ دور میں سائنسی تفسیر کی افادیت کے تقاضا تب تک پورے نہیں ہوسکتے ہیں، جب تک علم اسماء کی تحقیق کر کے اصل میں خدا کے کاموں کی دعوت کو یا خدا کی پیدا کردہ تخلیقات میں غور وفکر اور تدبر کی کوشش کر کے، کائنات میں پوشیدہ رازوں کی نقاب کشائی کر کے، جدید منطقی ذہن، مشرک اور بے دین لوگوں کی راہنمائی نہ کی جائے، جن کو مظاہر کائنات کے سمجھنے میں دھوکا ہوا جن سے اُنھوں نے غلط نتائج اخذ کرتے ہیں۔

جس طرح قدیم چیزوں کے بارے میں معلومات "علم اسماء" میں داخل تھی اسی طرح جدید سے جدید تر چیزوں سے واقفیت بھی علم اسماء میں داخل ہے بلکہ قیامت تک کی چیزیں اس میں داخل ہیں۔ علم اسماء کی تحقیق کا سب اہم فائدہ معرفت الٰہی کا حصول ہے، یعنی نظام ربوبیت کی تحقیق کے نتیجے میں اللہ تعالٰی کے لازوال صفات، واحدنیت، قدرت، علم ازلی، حکمت و مصلحت، مخلوق پروری، رحمت، اور اس کی عجیب وغریب منصوبہ بندی وغیرہ کا پورا مشاہدہ بھی ہوجاتا ہے جو وحدت الشہود کی منزل ہے، اور اس منزل تک پہنچ جانے کے بعد انسان فکری اعتبار سے بھٹکنے کا

موقع نہیں رہتا ہے۔ قرآن کی اس دعوت سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علم دین اور علم فطرت میں اصلاً کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے کیونکہ دونوں کا ایک مبدا ہے۔ وہ قرآن مجید ہے۔ ان سائنسی آیات کریمہ کا منشاء یہ ہے کہ آدمؑ کی اولاد یعنی مسلمان دُنیا کی تمام چیزوں کا علم حاصل کریں اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دینی دینوی ہر حیثیت سے عالم انسانی کی رہنمائی کریں۔

عجیب بات ہے کہ ہم قرآن مجید کی ان آیات مقدسہ کو پڑھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے جد امجد نے فرشتوں کے سامنے تمام اسماء کو گنا کر اپنی برتری ظاہر کر دی اور اپنی فضلیت کا سکّہ بٹھا دیا۔ مگر یہ کوشش کبھی نہیں کرتے اپنے باپ کا یہ علم حاصل کر کے صحیح معنی میں اس کے وارث بنیں اور اس میدان میں اقوام عالم پر اپنی فضیلت و برتری ثابت کرنے کی کوشش کریں، جب کہ دوسری قومیں یہ علم صحیح طور پر حاصل کر کے نہ صرف آفاق عالم پر اپنی برتری کا جھنڈا لہرائے ہوئے ہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں ہم کو نیچا دکھا رہی ہیں۔

مگر آج کے مسلمانوں کے سامنے جب چیزوں کے نام یا مظاہر کائنات کا تذکرہ آتا ہے تو وہ یا تو وحشت زدہ ہو جاتے ہیں یا اُن کو غیر اسلامی یا غیروں کا علم قرار دے کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ سب اشیاء، ان کے خواص اور اُن کی کارکردگیاں انہیں ازبر ہونا چاہیے تھا۔ قرآن کی اس آیت کریمہ سے وہی صحیح افادیت حاصل کر سکتے ہیں جو غور کریں کہ وہ اپنے باپ کے اس علم سے کہاں تک بہرہ ور ہیں اور خلافت ارض کے تقاضوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں[50]"۔

یہ تین جگہیں ایسی ہیں جہاں پانی آپس میں نہیں ملتے ہیں۔ ایک جگہ جبل طارق ہے دوسری افریقہ ہے جبکہ تیسری جگہ گلف آف الاسکا ہے۔ یہ تینوں جگہیں ایسی ہیں جہاں پر دو الگ سمندر ملتے ہیں لیکن ان کا پانی آپس میں نہیں ملتا ہے۔ حدیں برقرار رکھتے ہیں۔

نتائج:

1. جدید سائنسی تحقیقات اور قرآنی حقائق میں گہری مطابقت پائی جاتی ہے۔
2. جدید سائنسی دریافتیں قرآن کی متعدد آیات کی تصدیق کرتی ہیں، جیسے کائنات کی تخلیق اور انسانی جنین کی نشوونما۔
3. ۔ قرآن، سائنسی تحقیق کی حمایت کرتا ہے اور اسے درست سمت فراہم کرتا ہے۔
4. قرآن میں جدید سائنسی اصولوں سے ہم آہنگ کئی اشارے موجود ہیں جو تحقیق کے نئے دروازے کھولتے ہیں۔
5. اسلام سائنسی تحقیق اور جستجو کی مکمل حمایت کرتا ہے اور علمی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔
6. سائنسی پیش رفت کے تناظر میں قرآن پر مزید تحقیق نہایت ضروری ہے تاکہ اس کے سائنسی بیانات کی مزید وضاحت کی جا سکے۔

سفارشات:

1. تعلیمی اداروں اور تحقیقی مراکز میں قرآنی آیات کی سائنسی تشریح پر تحقیق کو فروغ دیا جائے تاکہ جدید سائنسی دریافتوں کو اسلامی تعلیمات کے تناظر میں سمجھا جا سکے۔
2. اسلامی نظریہ علم اور سائنسی ترقی کے درمیان مطابقت پر مزید تحقیقی کام کیے جائیں تاکہ سائنسی اور مذہبی فکر کے درمیان پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکے۔
3. قرآنی آیات میں موجود سائنسی اشارات کو عصری سائنسی نظریات کے ساتھ جوڑ کر مزید تحقیق کی جائے تاکہ علم کے نئے دروازے کھل سکیں۔
4. سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور انسانی اقدار کو بھی مد نظر رکھا جائے، تاکہ سائنسی علوم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہوں۔

حوالہ جات:

[1] ندوی، محمد شہاب الدین، **اسلام اور جدید سائنس**، (لاہور، مکتبہ، تعمیر انسانیت، طبع 1993ء)، ص68

[2] ہاشمی، محمد طفیل، **مسلمانوں کے سائنسی کارنامے** (لاہور: مکتبۃ الحسن، 1985ء) ص25،24

[3] The new encyclopedia Britannica,(londan : printed in U.S.A,1985 ,Volume 27,P32..

[4] دائرہ المعارف الاسلامیہ، مادہ تفسیر، 5/357۔ سید قطب شہید، ظلال القرآن/1/56۔ الزندانی، عبد المجید، فی الاعجاز العلمی فی القرآن والسنہ، 3/44

[5] الذہبی، محمد حسین، **التفسیر والمفسرون** (کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، پاکستان، 1407ھ، 1987ء)، 4/380

[6] محمد حسین الذہبی، 19 اکتوبر 1915ء کو مصر میں پیدا ہوئے الازھر یونیورسٹی میں پروفیسر رہے اور 1977ء میں وفات پائی۔

[7] الصباغ، محمد بن لطفی بن اللطیف یاسین، **لمحات في علوم القرآن**، (بیروت، مکتبہ الاسلامی، لبنان، 1999ء)، ص293۔

[8] محمد بن لطفی الصباح 1929ء کو شام میں پیدا ہوئے 2017ء کو 87 سال کی عمر میں ریاض میں وفات پائی۔ شیخ صالح العقاد، خیر یاسین، وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ ڈاکٹر الصباح کا تعلق شام سے ہے اور آپ ریاض میں مقیم رہے، آپ نے 30 سے زیادہ کتابیں تالیف کی ہیں۔ (لمحات في علوم القرآن، الدکتور محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية، 1986م بیروت.)

[9] مصطفی صادق رافعی 1880ء مصر میں دریائے نیل کے کنارے بتھیم مصر میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مصر میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہے، 1937ء طنطا مصر میں وفات پائی۔ (مصطفی صادق الرافعي، سیرتہ وحیاتہ، د. مصطفی نعمان السامرائي، دار المعرفة، بغداد/ 1977، ص112)

[10] الرافعی، مصطفی صادق، **اعجاز القرآن والبلاغہ النبویۃ**، (مصر، دار الکتاب العربي، 1937ء) ص131

[11] الانعام: 6/104

[12] العلق: 96/5،1

[13] صداقت حسین، ، **قرآن کا سائنسی اسلوب دعوت اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت وضرورت**، پاکستان جرنل آف اسلامک فلاسفی، جولائی–دسمبر 2021ء، ج3، شمارہ 2

[14] صالحہ فاطمہ، ڈاکٹر عاصم نعیم، **قرآن حکیم، انبیاء کرام کا طرز استدلال اور سائنسی طریق کار**، القلم، ISSN:2071-8683، ج20، شمارہ 1 جون 2015ء ص22

[15] سعید اللہ قاضی، **سائنس کی تعلیم قرآن وحدیث کی روشنی میں**، (لاہور، مکتبہ تطہیر افکار، 1988ء) ص5

[16] زرقانی، الشیخ محمد عبد العظیم، **مناہل العرفان فی علوم القرآن**، دار احیاء الکتب العربیۃ، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاوہ، طبع سوم، سنہ طبع غیر مذکور، 2/250

[17] ہاشمی، ڈاکٹر محمد طفیل، **مسلمانوں کے کارنامے**، اسامہ پبلیکیشنز ج2/3، اسلام آباد، 1988ء) ص35

[18] Dr Maurice Bucaille, **The Bible , the Quran and Science** ,tarnsla4ted from French by Alastair D.pannell (publisher ,Islamic Book service ,1999)p 85.

[19] قاضی، سعید اللہ،، **سائنس کی تعلیم قرآن وحدیث کی روشنی میں**، (لاہور، مکتبہ تطہیر افکار، 1988ء) ص5

[20] Dr Muhammad Iqbal, **The reconstruction of Religious Thought in Islam** , Lahore,DoDo press,1930 ,p.18.

[21] البقراء: 2/164

[22] ندوی، **قرآن سائنس اور مسلمان**، ص24

[23] جوہری، شیخ طنطاوی، **القرآن والعلوم العصریہ**، (مصر، مطبع نادر، 1377ھ) ص25-26

[24] ڈاکٹر حافظ حقانی میاں، **قرآن سائنس اور تہذیب وتمدن**، (کراچی، دار الاشاعت، 1999ء) ص23

[25] قاسمی، مولانا، محبوب فروغ احمد، **اختلاف رائے اور وحدت امت**، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ2، جلد100، فروری2016ء۔
https://www.erfan.ir/urdu/20527.html 4/8/2022.1:04pm:

[26] شیخ احمد دیدات، **اسلامی نظام زندگی قرآن اور عصری سائنس کی روشنی میں**، مترجم، مصباح اکرم، لاہور، عبداللہ اکیڈمی، س ن، ص69

[27] اصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب، **مفردات الفاظ القرآن**، (لاہور، شیخ شمس الحق، 1987ء)، ص497

[28] صالحہ فاطمہ، ڈاکٹر عاصم نعیم، **قرآن حکیم، انبیاء کرام کا طرز استدلال اور سائنسی طریق کار**، ا ص23

[29] ڈاکٹر غلام جیلانی برق، **قرآن اور سائنس**، ص334

[30] صالحہ فاطمہ، ڈاکٹر عاصم نعیم، **قرآن حکیم، انبیاء کرام کا طرز استدلال اور سائنسی طریق کار**، القلم، ISSN:2071-8683، ج20، شمارہ1 جون2015ء ص23

[31] سورہ النمل:11

[32] سورہ النمل:12

[33] سورہ النمل:13

[34] اصلاحی، امین احسن، **تدبر قرآن**، (لاہور، فاران فا"نڈیشن,2000)3/642

[35] سورہ النمل:25

[36] سورہ النمل:26

[37] سورہ النمل:27

[38] عبدالباقی، فواد، **المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم**، (بیروت، دار صادر) ص468

[39] سورہ یوسف:111

[40] *Saddaqat Hussain*, DrAmjid Hayat **A Concordal Review of Scientific Way of Preaching of Quran and its Contemporary Significance,**Al-Wifaq,Decmber 2021,Vol:4issue:1

[41] اس سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عبرت و نصیحت کے لیے سابقہ انبیاء علیہم السلام، ان کی امم اور جو دیگر سابقہ واقعات بیان فرمائے ہیں ان سے متعلق آیات میں بیان کیا گیا علم ہے اصل میں قرآن کتاب تذکیر ہے، اس نے اپنے لیے ذکر، تذکرہ، اور ذکری کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ تذکیر کا مطلب ہے یاد دہانی کرانا۔ اس کا ذکر سورہ ابراہیم کی آیت پانچ میں بیان ہوا ہے۔ "وذکر بایام اللہ" ایسے حقائق جو انسان کے علم میں تو ہیں اور وہ ان سے بالکل نامانوس نہیں ہے، لیکن کسی وجہ سے ان سے غفلت کا شکار ہو گیا ہے۔ (شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، ص29)

[42] انور بن اختر، **قرآن کے سائنسی انکشافات**، (کراچی، ادارہ اشاعت اسلام، اکتوبر2003ء) ص375

[43] ندوی، **اسلام اور جدید سائنس**، (لاہور، مکتبہ، تعمیر انسانیت، طبع، 1993ء)، ص19

[44] بقراء:2/31

[45] ندوی، **اسلام اور جدید سائنس**،، ص17

[46] مجد الدین فیروز آبادی، **القاموس المحیط**، (بیروت، دار الفکر)4/344

[47] اصفہانی، **مفردات الفاظ القرآن**، 1/315

[48] ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، (قاہرہ، دار طیبہ، مصر1999ء)1/73

[49] الشیخ طنطاوی جوہری، **الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم**، (مصر1350ھ)1/52

[50] ندوی، مولانا محمد شہاب الدین، **اسلام اور جدید سائنس**،، ص21